انبیا و اولیا سے مدد مانگنا کیسا؟

فقہائے شافعیہ کی عبارتوں کی روشنی میں

مؤلفہ:
مفتی رفیق سعدی شافعی

انبیا و اولیا سے مدد مانگنا کیسا؟

فقہائے شافعیہ کی عبارتوں کی روشنی میں

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ابراہیم خطیب کی کتاب ''تحفۃ الباری'' میں

موجود ایک گمراہ کن عبارت کا تنقیدی جائزہ

مفتی محمد رفیق سعدی افضلی شافعی قادری ملیباری

پرنسپل دار العلوم مظہر الثقافۃ السنیہ وخطیب و امام سنی شافعی جامع مسجد کلمب

ناشر: مظہر السنّہ پبلی کیشن

کلک آرٹ، امام احمد رضا روڈ، سلیمان بلڈنگ، کوارگیٹ، بھیونڈی - 9822088370 / 7774078650

کتاب کا نام	:	انبیا و اولیا سے مدد مانگنا کیسا؟ (فقہائے شافعیہ کی عبارتوں کی روشنی میں)
مرتب	:	مفتی محمد رفیق سعدی افضلی شافعی قادری ملیباری
تقریظِ جلیل	:	شہزادۂ شعیب الاولیا، پیر طریقت، رہبرِ شریعت حضرت علامہ مولانا غلام عبد القادر علوی مدظلہ العالی
نظر ثانی	:	مفتی اختر مصباحی و مولانا محمد عامر مصباحی شافعی رضوی مدرسین دار العلوم مظہر الثقافۃ السنیۃ الاسلامیہ، کلمب
تزئین کار	:	محمد شرجیل رضا قادری، بھیونڈی
تعداد صفحات	:	۴۰
اشاعت اول	:	۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۰۱۷ء
قیمت	:	

ناشر

مظہر السنہ پبلیکیشن

مظہر الثقافۃ السنیۃ الاسلامیۃ

مقام و پوسٹ: کلمب، تعلقہ کرجت، ضلع رائے گڑھ،

مہاراشٹرا، انڈیا۔

انتساب

میرے استاذ محترم،نور العلما حضرت علامہ شیخ عبد القادر قادری ملیباری

اوران سارے علمائے اہل سنت

کے نام

جنھوں نے مذہب اہل سنت کی حفاظت کے لیے

طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں۔

محمد رفیق سعدی

تقریظ جلیل

شہزادۂ شعیب الاولیا، مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا سید عبدالقادر علوی مدظلہ النورانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے مقدس اور سب سے برگزیدہ نبی ورسول، ہم سب کے آقا ومولی، سرکار احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پروردگار نے اپنا نائب اعظم، خلیفۂ اعظم بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور انھیں انبیا ورسل کے مابین اپنا سب سے محبوب ترین قرار دیا اور یہ ہماری عام زندگی میں ہے کہ جو شخص کسی ذات کا محبوب ہوتا ہے اس کے وسیلے اور اس کے طفیل جب کوئی چیز طلب کی جاتی ہے تو طلب میں اور مقصد میں کامیابی انتہائی سہل اور آسان ہو جاتی ہے، اسی روش پر چلتے ہوئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، جو حضور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی وفادار و جانثار اور دینِ متین کے سب سے زیادہ سمجھ دار تھے انہوں نے ہر پریشانیوں میں اور ہر مصیبتوں میں رب کی بارگاہ میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے رب کی بارگاہ میں عرض کیا اور ان کی فریاد رب کی بارگاہ سے پوری ہوئی۔ اس سلسلے میں احادیث، روایتیں اور آثار شاہد عدل ہیں۔ اور حق پسند، دین ومذہب کے صحیح جان کار اور پیرو کار خواہ وہ کسی بھی امام کی تقلید کرتے ہوں حنفی ہوں، شافعی ہوں، مالکی ہوں، حنبلی ہوں سب نے اس روش کو اپنایا اور الحمد للہ صحابۂ کرام سے لے کر آج تک اہل حق کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ وہ اللہ کے پیارے رسول اور محبوبانِ بارگاہِ الٰہی کا توسل اپنے مقصد کی برآری کے لیے سب سے اہم اور کلیدی حیثیت کے لحاظ سے

تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔

آج کل اس سلسلے میں باطل جماعتیں طرح طرح کے شکوک وشبہات اٹھاتی رہتی ہیں اور اہل حق ہمیشہ ان کا تعاقب اور رد بلیغ کرتے رہتے ہیں۔

میرے محب اور جماعت اہل سنت و مذہب شافعی کے ہونہار، ذی علم، باصلاحیت عالم دین مولانا محمد رفیق سعدی افضلی مظہر الثقافۃ السنیۃ علمی درسگاہ کے صدر مدرسین و پرنسپل اور کلمب کی سنی شافعی جامع مسجد کے خطیب وامام نے زیر نظر اپنی تصنیف ''انبیا واولیا سے مدد مانگنا کیسا؟'' میں اس بات کو بڑے ہی تحقیقی انداز میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جہاں مسلک حنفی، مسلک حنبلی، مسلک مالکی میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ معمول رہا ہے اسی طرح مسلک شافعی میں سیدنا امام شافعی اور آپ کے تلامذہ اور عاملین مذہب شافعیت کے اکابر علما نے سرکار سے استغاثے کو باعث برکت وسعادت جانا اور دیوبندی مکتبِ فکر کے مولوی ابراہیم خطیب کی گمراہ کن عبارت کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی تصنیف 'تحفۃ الباری'' کے خرافاتی اندرجات پر تعاقب کرتے ہوئے بڑے ہی تحقیقی اور عقیدت مندانہ انداز میں اس کا تنقیدی جائزہ ہی نہیں لیا ہے بلکہ اس کے باطل وفاسد ہونے کو اپنی تحریر سے ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے میں ان کی اس خدمت دینی پر انھیں مبارک باد پیش کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں دست بہ دعا ہوں کہ پروردگار ان کی اس تصنیف کو مقبول انام بنائے، اور ان کے لیے ذخیرۂ آخرت ہو۔

غلام عبد القادر علوی

سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول

وناظم اعلی دار العلوم اہل سنت فیض الرسول

بیان حقیقت

فتنۂ وہابیت کے ہندوستان میں جنم لینے سے پہلے ہندوستان کے سارے مسلمان اپنے اسلاف کے طریقوں یعنی معمولات اہلسنت کے پابند تھے۔ پھر ہندوستان کے ابن عبدالوہاب نجدی یعنی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کے ایما پر ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب، کتاب التوحید کا ترجمہ کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ یہ کتاب تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تفویۃ الایمان تھی۔ اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد میلاد و فاتحہ درود و سلام نظر و نیاز استغاثہ و امداد جیسے معمولات اہل سنت پر بڑی آسانی سے کفر و شرک کے فتوے صادر کیے جانے لگے۔

کوکن کی سرزمین بھی اس فتنے سے محفوظ نہیں رہ سکی، اس سرزمین پر بسنے والے شافعی کوکنی حضرات کو شافعیت کا لبادہ اوڑھ کر دھوکا دیا گیا، شافعیت کی آڑ میں وہابیت کو پھیلانے کا کام شروع کیا گیا، ابتداءً میلاد و فاتحہ، درود و سلام، اولیاء اللہ کے در کی حاضری جیسی وہ ساری باتیں جو مذہب وہابیت میں شرک و بدعت ٹھہری تھیں انہیں بھولی بھالی شافعی عوام کے سامنے سرانجام دیا گیا۔ اگر کوئی نوجوان اِن وہابیوں کے ظاہری اعمال سے متاثر ہوتا اور اُس کا بوڑھا والد اُس کو کہتا ''یاتا کاڑھا'' یعنی اِن وہابیوں کو اپنے علاقے سے نکالو۔ تو وہ لڑکا سبب دریافت کرتا، کہ والد صاحب اُنہیں کیوں نکالا جائے؟ تو والد کہتا یہ فاتحہ و درود نہیں دیتے اور مزاروں پر نہیں جاتے، تو لڑکا اُن وہابیوں سے آکر اعتراض کرتا کہ آپ لوگ مزار پر کیوں نہیں جاتے؟ فاتحہ، درود کیوں نہیں

دیتے ؟ تو یہ منافقوں کی خصلتوں والے وہابی اس سے کہتے کہ ہم تو فاتحہ بھی دیتے ہیں' مزاروں پر بھی جاتے ہیں چلیے ہم آپ کے ساتھ مزار پر چلتے ہیں اور فاتحہ بھی دیتے ہیں اس طرح ابتداء میں منافقانہ چالوں کے ذریعہ شافعی عوام کو بے وقوف بنایا گیا پھر آہستہ آہستہ گمراہ کیا گیا۔

آج بھی یہ سلسلہ چل رہا ہے، مختلف طریقوں سے لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی تحفۃ الباری نامی کتاب ہے جس میں ابراہیم خطیب نامی شخص نے فقہ شافعی کی آڑ لے کر عقائد اہل سنت کو بگاڑ کر پیش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور یہ تاثر دیا ہے کہ علماے شافعیہ کے عقائد وہابیوں کے عقائد جیسے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے لے کر امام غزالی تک امام غزالی سے لے کر امام نووی و امام رافعی تک اور اس کے بعد امام ابن حجر مکی اور امام رملی تک سب کے سب اکابر علماے شافعیہ عقیدۂ اہل سنت پر قائم ودائم تھے، اور اولیا سے مدد مانگنا اپنی حاجت برآری کے لیے ان کی بارگاہ میں عرض کرنا، اولیاء اللہ کو وسیلہ بنانا، یہ ساری باتیں ان کی زندگی کا حصہ تھیں جس پر آج بھی ان کی کتابیں شاہد ہیں۔

اس کے باوجود خطیب صاحب کا استغاثہ وتوسل کو شرک قرار دینا اور یہ تاثر دینا کہ شافعی علما بھی عقائد وہابیہ ودیابنہ پر کاربند تھے، لوگوں کو فریب دینا اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔

اللہ مفتئ کوکن حضرت علامہ مفتی رفیق سعدی شافعی صاحب کا سایہ ہمارے سروں پر دراز کرے کہ آپ نے ہمیں اس دھوکے سے آگاہ کیا اور ابراہیم خطیب کی گمراہ کن عبارت کے تنقیدی جائزے میں شافعی علما کی کتابوں کے حوالہ جات کے انبار لگا دیے اور مسئلے کو شافعی علما کے افعال واقوال کی روشنی میں دن کے اجالے سے زیادہ روشن کر دیا۔ اب اس کے باوجود اگر کوئی حق قبول نہ کرے تو اسے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔

محمد عامر کواری شافعی مصباحی، بھیونڈی

منظور ہے گزارش احوال واقعی

بغیر کسی تمہید کے میں ان احباب سے عرض کردوں جو اس کتاب کو جلدی چھاپنے کا اصرار کررہے تھے۔۔۔۔ یہ کتاب بہت پہلے مرتب ہوچکی تھی، ابھی اردولب و لہجے کی درستی اور بعض دیگر کام باقی تھے۔۔۔ کہ ہمارے عزیز عبدالماجد باغ کری کا اصرار خلاصۂ فقہِ شافعی کی تصحیح کے سلسلے میں اس قدر بڑھا کہ چاروناچار مجھے خلاصۂ فقہِ شافعی کے بعض حصے کی تسہیل کرنی پڑی۔۔۔۔ پھر کچھ ایسے حالات درپیش ہوئے کہ شافعی مسلک کے مطابق داڑھی کے شرعی حکم کے بارے میں لکھنا پڑا، الحمدللہ اس بارے میں بھی ایک کتاب بنام داڑھی کا شرعی حکم فقہ شافعی کی روشنی میں چھپ کر منظرعام پر آ گئی ۔۔۔۔ ساتھ ہی مدرسے میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھنا بھی ضروری تھا۔۔۔۔ پھر جو لوگ استفتا کے لیے آئے ہوں انھیں فتوی دینا، امامت کی ذمہ داری الگ۔۔۔۔ اس کے علاوہ عزیزم مولانا محمد عامر کواری مصباحی بھی اپنی بعض نجی ضرورتوں میں مصروف تھے اور تصحیح وطباعت کے کام ان کے ذمے تھے ۔ان ساری وجوہات کی بنا پر طباعت میں تاخیر ہوئی۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

الحمدللہ اب کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یہاں ہم جناب جمیل تامبے کھیڈ، جناب عمران ڈھولے بھیونڈی اور جناب اسلم ارجولی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان حضرات نے اس کتاب کی طباعت میں حصہ لیا۔

محمد رفیق سعدی افضلی شافعی قادری

انبیا و اولیا سے مدد مانگنا کیسا؟

فقہاے شافعیہ کی عبارتوں کی روشنی میں

استغاثہ اور طلب امداد پر وہابیوں کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کے جوابات میں علماے اہلسنت نے دریا بہادیے ہیں' قرآن' حدیث' اقوال مفسرین ومحدثین' عبارات فقہا غرض یہ کہ کسی اعتبار سے اِس موضوع کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ مگر یہ وہابیوں و دیوبندیوں کی بدنصیبی ہے کہ انہیں دن کے اجالے سے زیادہ روشن دلائل نظر نہیں آتے۔

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسی اندھے پن کی وجہ سے دیوبندی مکتب فکر کے ایک مولوی ابراہیم خطیب نے اپنی کتاب تحفۃ الباری میں استغاثہ اور طلب امداد کو شرک قرار دے کر یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ مسلک شافعی میں غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔ لہٰذا ہم نے معتمد علماے شافعیہ کے اقوال وافعال کی روشنی میں اسے بے بنیاد قرار دیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ سواد اعظم اہلسنت کے درمیان رائج استغاثہ اور طلب امداد شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔

سب سے پہلے آپ کے سامنے ''تحفہ الباری'' کی اس گمراہ کن عبارت کو پیش کیا جارہا ہے۔

تحفۃ الباری جلد:۱' صفحہ:۸۰ پر ہے۔

"مصیبت وتنگی میں کسی سے مدد مانگنا، اور یہ سمجھنا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔اوراس کو کائنات میں متصرف سمجھنا یہ ساری وہ چیزیں ہیں جن سے شرک لازم آتا ہےاور انسان ان سے مشرک ہوجاتا ہے"

اس عبارت میں:

۱) مصیبت وتنگی میں کسی سے مدد مانگنے کوشرک اور مدد مانگنے والے کومشرک قرار دیا گیا ہے۔

۲) کسی کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنے کوشرک اور سمجھنے والے کومشرک قرار دیا گیا ہے۔

۳) کسی کو کائنات میں متصرف سمجھنے کوشرک اور سمجھنے والے کومشرک قرار دیا گیا ہے۔

اس عبارت کے پہلے نقطہ پر نظر ڈالیے تحفۃ الباری کے مصنف نے اللہ کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگنے کوشرک قرار دیا اور مدد مانگنے والے کومشرک قرار دیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ مولوی صاحب علمائے شافعیہ کے عقائد سے بالکل بے بہرہ ہیں۔جب انہیں عقیدے کی کوئی بات لکھنی تھی تو پہلے تحقیق کر لیتے، معتمد شافعی علما کی کتابوں کو دیکھ لیتے مگر انھیں اس کی توفیق نہیں ہوئی یا انھوں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا۔

خطیب صاحب! اگر آپ نے دیوبندیوں کے باطل دھرم کی ترویج واشاعت کا ذمہ اپنے سر لے رکھا ہے تو ہمیں بھی اہل سنت کی خدمت اپنے دل وجان سے زیادہ عزیز ہے۔

آیئے! ہم اس تعلق سے آپ کو شافعی علما کا نظریہ بتاتے ہیں۔آپ نے امام رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام تو شاید سنا ہوگا اور شاید یہ بھی جانتے ہوں گے کہ شافعی مسلک میں امام رملی کا کیا مقام ہے؟ انھیں کا ایک فتوی ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں صراحتاً اللہ کے نیک بندوں سے مدد مانگنے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ فتاوی رملی میں ہے۔

(سئل) عما یقع من العامة من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان یا رسول اللہ ونحو ذلک من الاستغاثة بالأنبیاء والمرسلین والأولیاء والعلماء والصالحین فهل ذلک جائز أم

لاوهل للرسل والأنبياء والأولياءوالصالحين والمشايخ إغاثة بعد موتهم وماذا يرجح ذلک؟

(فأجاب)بأن الاستغاثة بالأنبياء والمرسلين والأولياء والعلماء والصالحين جائزةوللرسل والأنبياء والأولياء والصالحين إغاثة بعد موتهم؛ لأن معجزة الأنبياء وكرامات الأولياء لاتنقطع بموتهم۔أما الأنبياء فلأنهم أحياء في قبورهم يصلون ويحجون كماوردت به الأخبار وتكون الإغاثةمنهم معجزة لهم. والشهداء أيضاأحياء شوهدوا نهارا جهارايقاتلون الكفار.

وأما الأولياء فهي كرامة لهم فإن أهل الحق على أنه يقع من الأولياء بقصد وبغير قصدأمور خارقةللعادةيجريهاالله تعالى بسببهم

امام رملی صغیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ والد محترم امام رملی کبیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کیا گیا کہ عام لوگ جو مصیبت وتنگی میں انبیاومرسلین ،اولیا،علمااور صالحین سے فریاد کرتے ہوے ”یافلاں شیخ!“”یارسول اللہ!“اوراس جیسے کلمات کہتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے یانہیں؟اور کیا انبیاومرسلین ،اولیاوصالحین اور مشائخ اپنی وفات کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں؟۔

امام رملی کبیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جواب دیا کہ بے شک انبیا،مرسلین،اولیااور علما سے مدد مانگنی جائز ہے۔انبیاومرسلین،اولیاوصالحین اپنی وفات کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں اس لیے کہ انبیا کے معجزات اوراولیا کی کرامتیں وفات فرمانے سے ختم نہیں ہوتیں۔رہے انبیاتو وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اوروہ نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔انبیا کا وفات کے بعد دوسروں کی مدد کرنا ان کا معجزہ ہے۔اور رہے شہداتو وہ بھی زندہ ہیں انھیں دن کے وقت ظاہری طور پر کفار سے جنگ کرتے ہوئے دیکھا گیاہے۔رہے اولیاتو بعد وفات مدد کرناان کی کرامت ہے،اس لیے کہ اہل حق کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیاے کرام سے ان کے ارادہ واختیار سے اور بغیر ارادے کے خوارق عادت امور(یعنی مافوق الاسباب کاموں) کا صدور ہوتاہے ان افعال کواللہ ان نیک بندوں کے

ذریعے سے جاری فرماتا ہے۔

(فتاوی الرملی: ۳۸۲/۴)

امام رملی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انبیاواولیا سے مصیبت وتنگی میں مدد مانگنا جائز ہے اور تحفۃ الباری کے مصنف کہہ رہے ہیں کہ مصیبت وتنگی میں اللہ کے علاوہ سے مدد مانگنا شرک اور مدد مانگنے والا مشرک ہے۔

آخر ہم کس کی اتباع کریں؟ امام رملی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی جنہیں دنیاے شافعیت نے مستند و معتبر قرار دیا، جن کی کتابیں مفتی بہ قرار دی گئیں یا تحفۃ الباری کے مصنف کی؟۔

اگر ہم امام رملی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جیسے معتبر شافعی عالم کی اتباع کرتے ہیں تو ہمیں یہ کہنا ہوگا کہ مصیبت وتنگی میں انبیاواولیا سے مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔

یہ ہوا امام رملی رضی اللہ عنہ کا حوالہ، علماے شافعیہ کی مزید کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ کیجیے۔

دیکھیے! علامہ قسطلانی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی: ۹۲۳ھ جو بخاری شریف کے شارح ہیں اور آپ کی کتاب "ارشاد الساری لشرح البخاری" ساری دنیا میں مشہور ومقبول ہے۔ آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "المواھب اللدنیۃ" میں حضور علیہ السلام سے مدد طلب کرنے اور مراد کے حاصل ہونے کا ذکر واضح طور پر فرمایا ہے۔ پھر آپ کی اسی کتاب "المواھب اللدنیۃ" کو علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی علیہ الرحمۃ نے مختصر فرمایا اور اس کا نام "الانوار المحمدیۃ" رکھا اس کتاب میں استغاثہ اور طلب امداد کے تعلق سے جو عبارت تھی اسے بھی مختصر کر کے نقل فرمایا ساتھ ہی علامہ قسطلانی کی اس عبارت کو بھی نقل فرمایا جس میں آپ نے اپنی ایک بیماری سے شفایابی کے لیے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مدد طلب کی اور آپ کو اس بیماری سے شفا نصیب ہوئی۔ ہم آپ کے سامنے "الانوار المحمدیۃ" کی وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

وينبغي للزائر أن يكثر من الدعاء والتضرّع والاستغاثة والتشفّع والتوسّل

والتوجه به صلى الله عليه وسلم فجدير بمن استشفع به أن يشفعه الله تعالى فيه فان كلا من الاستغاثة والتوسل والتشفع والتوجّه للنبي ﷺ كما في التحقيق النصرة ومصباح الظلام وغيرهما واقع في كل حال قبل خلقه وبعده في مدة حياته في الدنيا وبعد موته في مدة البرزخ وبعد البعث في عرصات القيامة۔۔۔۔۔۔

أمّا التوسل به صلى الله عليه وسلم بعد موته في البرزخ فهو أكثر من أن يحصى أو يدرك باستقصاء۔۔۔۔۔۔

قال صاحب الاصل: ولقد كان حصل لي داء أعيا دواؤه الأطباء، وأقمت به سنين، فاستغثت به صلى الله عليه وسلم ليلة الثامن والعشرين من جمادى الأولى سنة ثلاث وتسعين وثمانمائة بمكة زداها الله شرفًا ومنّ عليّ بالعود في عافية بلا محنة فبينا أنا نائم إذا جاء رجل معه قرطاس يكتب فيه: هذا دواء لداء أحمد بن القسطلاني من الحضرة الشريفة بعد الإذن الشريف النبوي ثم استيقظت فلم أجد بي والله شيئًا مما كنت أجده وحصل الشفاء ببركة النبي صلى الله عليه وسلم۔

حضور ﷺ کی زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ دعا کرے، گڑگڑائے، حضور ﷺ سے مدد طلب کرے، آپ ﷺ کی بارگاہ میں اپنا سفارشی بننے کی التجا کرے، آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے، جو شخص حضور ﷺ سے مدد طلب کرے وہ اس بات کا اہل ہے کہ اللہ تعالی حضور ﷺ کی سفارش اس کے حق میں قبول فرمائے کہ بلاشک وشبہ حضور ﷺ سے ہر زمانے میں مدد طلب کی گئی ہے خواہ حضور ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہو یا آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں ہو یا آپ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد ہو یا قیامت کے میدان میں ہو جیسا تحقیق النصر اور مصباح الظلام وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔۔۔۔۔

رہی بات حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے توسل سے دعا کرنا تو اس کے بے شمار واقعات ہیں، "المواهب اللدنية" کے مصنف شارح بخاری علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا

کہ مجھے ایک بیماری لاحق ہوئی جس کی دوا سے اطبا عاجز ہو گئے اور کئی سال میں اس بیماری میں مبتلا رہا، ۸۹۳ھ میں سرزمین مکہ (زادھا اللہ شرفا وفضلا) میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے مدد طلب کی ابھی میں نیند میں تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا اس کے پاس ایک کاغذ تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے یہ احمد بن قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کی دوا ہے۔ پھر میں بیدار ہوا تو خدا کی قسم بیماری کا نام ونشان تک نہ پایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے شفا حاصل ہوئی۔

(الانوار المحمدیۃ:۶۰۴)

آپ نے دیکھا کہ ایک طرف شارح بخاری علامہ قسطلانی شافعی اور علامہ نبہانی شافعی جیسے آفتاب وماہ تاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنے کے جائز ہونے کی تائید فرما رہے ہیں۔ تو دوسری طرف خطیب صاحب بڑی جرأت کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہے۔

اب ذرا ٹھہریے! دل تھامیے! اس سلسلے میں اب ہم آپ کے سامنے علامہ شیخ امام ابراہیم باجوری شافعی علیہ الرحمۃ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ امام باجوری کی ایک مشہور کتاب ہے "حاشیۃ البیجوری" اس کتاب میں امام باجوری نے آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین سے مدد طلب کی ہے۔ امام باجوری کی اس عبارت کو نقل کرنے سے پہلے ہم خطیب صاحب سے کہیں گے کہ پوری توجہ کتاب پر مرکوز کیجیے اور آنے والی عبارت کو پوری توجہ سے دیکھیے اور بار بار دیکھیے۔ امام باجوری یوں عرض گزار ہیں۔

"اقول عندہ ولدیہ مددک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مددک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مددک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! واقول ایضا مددکم یااھل البیت رضی اللہ تعالی عنکم مددکم یااھل البیت رضی اللہ تعالی عنکم مددکم یااھل البیت رضی اللہ تعالی عنکم"

میں آپ کی بارگاہ میں اور آپ کے حضور عرض کرتا ہوں کہ یا رسول اللہ! میری مدد

فرمائیے، یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے، یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ نیز یہ بھی عرض گزار ہوں کہ اے اہل بیت! میری مدد فرمائیں، اے اہل بیت! میری مدد فرمائیں، اے اہل بیت! میری مدد فرمائیں۔

(حاشیة الباجوری: ۲/۲۴۶)

یہاں ایک بات اور بھی یاد رکھیں کہ امام باجوری علیہ الرحمۃ صرف فقہ شافعی میں ہی مہارت نہیں رکھتے تھے بلکہ آپ عقائد کے بھی امام ہیں، آپ نے علم عقائد پر لکھی گئی کتاب "جوھرة التوحید" پر ایک زبردست حاشیہ لگایا جو "حاشیة الباجوری علی جوھرة التوحید" کے نام سے ساری دنیا میں مشہور ہے اور علمی درسگاہوں کی زینت ہے۔

اب ہم قارئین سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ نے امام باجوری کی مذکورہ عبارت پڑھی؟ اگر نہیں پڑھی تو پڑھ لیجیے اور بتائیے کہ کیا امام باجوری نے بالکل اسی طرح اللہ والوں سے مدد نہیں مانگی جس طرح آج ہم اہل سنت مانگا کرتے ہیں؟ یقیناً آج ہمارا یارسول اللہ المدد اور یاغوث المدد کہنا کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ یہ انہیں بزرگان دین کا طریقہ ہے جنہیں اللہ نے رشد وہدایت کا پیکر بنایا ہے۔ کیا عقیدے کے امام علامہ باجوری کو بھی توحید وشرک کے درمیان فرق نہیں معلوم تھا؟ کیا انہوں نے "مددک یارسول اللہ" اور "مددکم یااہل البیت" کہہ کر شرک کیا؟۔ امام باجوری توحید وشرک کو زیادہ جاننے والے تھے یا تحفۃ الباری کے مصنف زیادہ جاننے والے ہیں۔

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے کہ مستند علمائے کرام، ائمۂ عظام کے نزدیک انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ بلکہ انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا صدیوں سے علمائے کرام کا معمول رہا ہے۔ چنانچہ بغیة المسترشدین میں ہے۔

التوسل بالانبیاء والاولیاء فی حیاتھم وبعد وفاتھم مباح شرعا کما وردت به السنة الصحیحة کحدیث آدم علیه السلام حین عصی وحدیث من اشتکی عینه واحادیث

الشفاعة والذی تلقیناه عن مشائخنا وهم عن مشائخهم وهلم جر ان ذلک جائز ثابت فی اقطار البلاد وکفی بهم اسوة وهم الناقلون لنا الشریعة وما عرفنا الا بتعلیمهم لنا فلو قدرنا ان المتقدمین کفروا کما یزعمه هؤلاء الاغبیاء لبطلت الشریعة المحمدیة وقول الشخص المؤمن یافلان عند وقوعه فی شدة داخل فی التوسل بالمدعو الی اللّٰہ تعالیٰ وصرف النداء الیه مجاز لاحقیقة والمعنی یافلان اتوسل بک الی ربی ان یقیل عثرتی او یرد غائبی مثلا المسؤل فی الحقیقة هو اللّٰہ تعالی وانما اطلق الاستعانة بالنبی او الولی مجازا والعلاقة بینهما ان قصد الشخص التوسل بنحو النبی صار کالسبب واطلاقه علی المسبب جائز شرعا وعرفا وارد فی القرآن والسنة کما هو مقرر فی علم المعانی والبیان۔

یعنی شریعت میں انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو ان کی حیات میں اور وصال کے بعد وسیلہ بنانا جائز ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام والی حدیث اور شفاعت والی حدیثیں ۔اور ہم نے اپنے بزرگوں سے انھوں نے اپنے بزرگوں سے اسی طرح اخیر تک یہی سیکھا کہ انبیاے عظام واولیاے کرام کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور یہ عمل دنیا کے گوشے گوشے میں جاری ہے اور یہ بزرگان دین پیروی کے لیے کافی ہیں ۔اس لیے کہ یہی لوگ ہم تک شریعت کو پہنچانے والے ہیں اور ہم نے ان ہی سے شریعت سیکھی ۔ پھر اگر ہم یہ فرض کریں کہ یہ بزرگان دین کافر ہیں جیسا کہ ان بیوقوفوں کا گمان ہے تو شریعت محمدی باطل ہو جائے گی۔(معاذ اللہ)

اور کسی مومن کا مصیبت کے وقت یافلاں کہنا یہ پکارے جانے والے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانے میں شامل ہے۔اور اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا مجازی طور پر پکارنا ہے نہ کہ حقیقت میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اے فلاں میں تیرے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ میری لغزش معاف فرمائے یا میرے گمشدہ کو لوٹائے ،تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگا جارہا ہے۔اور نبی وولی سے مدد مانگنا مجازی طور پر ہے۔ان کے درمیان تعلق یہ ہے کہ آدمی کا نبی وولی کو وسیلہ بنانا سبب ہے اور مسبب پر سبب کا اطلاق شریعت وعرف میں جائز ہے اور قرآن وسنت

میں وارد ہے جیسا کہ علم معانی و بیان میں ثابت کیا گیا ہے۔

(بغیۃ المسترشدین: ۳۳۰)

کیا خیال ہے خطیب صاحب دیکھ لیا آپ نے کہ بغیۃ المسترشدین میں اللہ کے علاوہ انبیا و اولیا سے مدد مانگنے والے عمل کے بارے میں کیا کہا گیا کہ اس عمل کی کڑی اسلام کے ابتدائی زمانے سے جڑی ہوئی ہے اور یہ عمل دنیا کے گوشے گوشے میں رائج ہے اور پھر انبیا و اولیا سے مدد مانگنے والوں کو کافر کہنے والوں کی کیسی خبر لی گئی؟ اور حقیقت و مجاز سے آپ کا سابقہ پڑا ہی ہوگا؟ کہ نہیں پڑا؟ اگر نہیں پڑا تو علماے اہل سنت کی درسگاہوں میں حاضری دیجیے، علماے اہل سنت آپ کو حقیقت و مجاز کا سارا فرق سمجھا دیں گے۔

اب آیئے یہاں ہم آپ کو ایک اور علمی بحث کی طرف لیے چلتے ہیں۔ فقہاے کرام کی عبارتوں میں کہیں توسل، کہیں استغاثہ اور کہیں تشفع جیسی اصطلاحوں کا ذکر ملتا ہے تو ان اصطلاحوں کا کیا معنی ہے؟ اور ان اصطلاحوں کے درمیان کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اسے ملاحظہ کرتے ہیں۔

اللہ سے مانگتے وقت اس کے محبوب بندوں یا شئ معظم یا امر عظیم کو ذریعہ بنانا ''توسل'' کہلاتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ اللہ کی عطا کردہ مدد سے ہماری مدد کرتے ہیں اور اس اعتقاد کی بنا پر اللہ کے محبوب بندوں سے مدد مانگنا ''استغاثہ'' کہلاتا ہے۔ اور حاجت برآری کے لیے اللہ کے محبوب بندوں کو سفارشی بنانا ''تشفع'' کہلاتا ہے۔ ان سب کا آپس میں صرف ناموں اور تعریف کا اختلاف ہے، حقیقت میں ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اگر وسیلہ جائز ہے تو استغاثہ بھی جائز ہے اور تشفع و توجہ بھی جائز ہے۔ اس بات کی دلیل میں خاتمۃ المحققین علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔

آپ فرماتے ہیں:

''ولا فرق بین ذکر التوسل والاستغاثۃ والتشفع، والتوجہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم أو بغیرہ من الأنبیاء، وکذا الأولیاء ۔۔۔۔ وذلک لانہ ورد جواز التوسل بالاعمال کمافی

حدیث الغار الصحیح مع کونہا اعراض فالذوات الفاضلۃ أولی"

یعنی توسل، استغاثہ، تشفع اور توجہ کے درمیان کوئی فرق نہیں خواہ ان باتوں کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ دیگر انبیا علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء اللہ سے ــــــ اس لیے کہ اعمال کو وسیلہ بنانے کا جواز احادیث میں آیا ہے جیسا کہ غار والی صحیح حدیث میں ہے حالانکہ اعمال اعراض ہیں لہٰذا فضیلت والی شخصیات وسیلہ بنانے کی زیادہ مستحق ہیں۔

(الجوھر المنظم)

ہم نے خاتمۃ المحققین علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ کے موقف کو جان لیا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے توسل، استغاثہ، تشفع اور توجہ جیسی چیزوں کو جائز بھی قرار دیا، اور ان الفاظ کے درمیان جو فرق کیا جاتا ہے اسے "لا فرق" کہتے ہوئے ختم فرما دیا۔

لگے ہاتھوں امام ابن حجر مکی شافعی کا ایک شعر بھی ملاحظہ کیجیے جس میں امام ابن حجر مکی شافعی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو پکارا اور شفاعت کی التجا کی اور قول کے ساتھ فعل کو ظاہر فرما دیا۔ آپ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ یا جد الحسین   کن شفیعی یا امام الحرمین

اے رسول خدا! اے جد حسین! بن جایئے میرے شفیع!، اے امام حرمین!۔

خطیب صاحب! ان عبارتوں کو دیکھنا آپ کے نصیب میں کہاں، یہ تو نصیب والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اور اس کا انکار بد نصیب لوگ ہی کرتے ہیں۔ لگایئے علامہ ابن حجر مکی شافعی پر شرک کا فتوی، کہیے کہ امام ابن حجر مکی بھی مشرک ہو گئے۔

آیئے اور آگے بڑھتے ہیں اور استغاثہ و توسل کے تعلق سے امام سبکی علیہ الرحمہ کا موقف ملاحظہ کرتے ہیں۔

"اعلم انه یجوز ویحسن التوسل ،والاستغاثة والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الی ربه سبحانه وتعالی وجواز ذلک وحسنه من الامور المعلومة لکل ذی دین المعروفة من فعل

الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین والعلماء والعوام من المسلمین"

جان لیجئے کہ اللہ کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا، آپ سے مدد طلب کرنا، آپ کو سفارشی بنانا جائز ہے اوراچھا کام ہے۔اس کا جواز اور بہتر ہونا ان باتوں میں سے ہے جو ہر دین دار کو معلوم ہیں اور انبیا ومرسلین کے افعال سے، سلفِ صالحین، علماے عاملین اور عوام مسلمین کی سیرتوں سے ظاہر ومشہور ہیں۔

(شفاء السقام: ۱۳۴)

اپنے وقت کے مفسر، محدث، فقیہ اور مجدد امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب "الرحمۃ فی الطب والحکمۃ" میں متعدد جگہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے کا درس دیا ہے۔

اس سلسلہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث مشہور ومعروف ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے پیر کے سُن ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی۔یہ حدیث امام بخاری رضی اللہ عنہ متوفی ۲۵۶ھ نے اپنی کتاب "الادب المفرد، ص: ۱۴۲" پر نقل فرمایا ہے۔حدیث کو درج کرنے سے پہلے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یوں باب باندھا ہے: "مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ" یعنی ایک شخص اپنے پیر کے سُن ہونے پر کیا کہے۔اس حدیث کو مسلک شافعی کے مشہور عالم علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی طرح کے عنوان کے تحت اپنی کتاب القول البدیع، صفحہ: ۴۴۴ میں نقل فرمایا ہے۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصیبت وتنگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے اور آپ سے مدد مانگنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مصیبت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی۔اگر مصیبت وتنگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے میں کوئی قباحت ہوتی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کیوں کرتے؟ اور امام بخاری رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو اپنی کتاب میں کیوں نقل فرماتے؟۔مندرجہ بالا واقعہ کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نقل

ہی نہیں فرمایا بلکہ اس واقعے کو نقل کرنے سے پہلے باب کے عنوان سے یہ درس بھی دیا کہ مصیبت و تنگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کی جائے۔ مسلک شافعی کے ایک اور عالم، محدث علامہ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری شافعی المعروف ابن سنّی علیہ الرحمۃ متوفی ۳۶۴ھ نے اپنی کتاب "عمل الیوم و اللیلۃ" میں بھی عنوان "مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ" کے تحت ابن عمر والی حدیث کو مختلف متنوں اور سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔

کیا خطیب صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی مشرک ٹھہرے؟ کیوں آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے علاوہ اللہ کے رسول سے بھی مدد مانگی ہے۔ اور ذرا ہمیں یہ معلوم ہو کہ خطیب صاحب امام بخاری کے بارے میں کیا فتوی صادر فرمائیں گے، جنہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واقعے کو پیش کرنے کے بعد مصیبت و تنگی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے اور آپ سے مدد مانگنے کی تلقین کی............ اور علامہ ابن سنی شافعی، امام جلال الدین سیوطی شافعی اور امام سخاوی شافعی رضی اللہ عنہم پر کیا حکم لگائیں گے؟ ارے اکابرین امت میں سے کون عالم آپ کے اس خود ساختہ شرک سے بچ سکے گا۔

پڑے ہیں خون کے دھبّے پڑا رہنے دے دامن پر
تجھے دیکھیں گے سب محشر میں دامن کون دیکھے گا

ایک اور اہم بات کی طرف قارئین کی توجہ ہم مرکوز کرنا چاہتے ہیں، جس سے توسل اور اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنے کا جواز خود خطیب صاحب کے بقول ثابت ہوتا ہے۔

دیکھیے! ایک جگہ "تحفۃ الباری" میں خطیب صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اگر کسی مسئلہ پر شیخین (یعنی امام نووی اور امام رافعی رضی اللہ عنہما) کا اتفاق ہو تو تمام محققین کے نزدیک وہی معتمد ہوگا، اور اگر ان دونوں کا اختلاف ہو تو امام نووی (رضی اللہ عنہ) کا قول معتمد ہوگا"۔

یعنی اگر کسی مسئلہ میں امام نووی رضی اللہ عنہ متوفی ۶۷۶ھ کا قول ہوگا تو وہ سب سے زیادہ معتمد ہوگا۔ راقم السطور کہتا ہے کہ جب امام نووی رضی اللہ عنہ کا قول سب سے زیادہ معتمد ہے تو پھر آیئے دیکھتے ہیں کہ بزرگان دین کو پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کے معاملے میں امام نووی رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا موقف اس بارے میں کیا ہے؟

امام نووی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "کتاب الاذکار" میں اللہ والوں سے مدد مانگنے کے تعلق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما والے اس واقعہ کو درج کیا ہے جو "الادب المفرد" میں موجود ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا درس دیا ہے۔ دیکھیے کتاب الاذکار، ص:۲۷۱۔

قارئین غور کیجیے کہ تحفۃ الباری کے مصنف کے بقول امام نووی رضی اللہ عنہ پر کیا حکم لگ رہا ہے؟۔

اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے بندوں سے مدد مانگنے کے تعلق سے کتاب الاذکار میں یوں باب باندھا ہے "مایقول الرجل اذاانفلتت دابته" یعنی ایک شخص اپنی سواری کے بھاگ جانے پر کیا کہے اس عنوان کے تحت ایک حدیث کو آپ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "إذا انفلتت دابة أحدکم بأرض فلاۃ فلیناد: یاعباد اللہ احبسوا، یاعباد اللہ احبسوا، فإن للہ عز و جل فی الأرض حاصرا اسیحبسه"

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر تم میں سے کسی شخص کی سواری کسی ریگستان میں چھوٹ جائے تو وہ پکارے کہ اے اللہ کے بندو! (میری سواری) روک دو، اے اللہ کے بندو! (میری سواری) روک دو، اس لیے کہ زمین میں حاصر ہیں اور وہ سواری روک دیتے ہیں"

یعنی ویران ریگستان میں سفر کرتے وقت سواری بھاگنے لگے اور سواری مسافر کی گرفت میں نہ آسکے تو سواری کا مالک کیا کرے؟ اس مصیبت اور تنگی میں مسافر کس کو پکارے؟ اور کس سے مدد

مانگے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مسافر اللہ کے بندوں کو پکارے اور ان سے مدد مانگے۔

مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد حدیث کے تحت امام نووی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم أنه انفلتت له دابة أظنها بغلة، وکان یعرف هذا الحدیث، فقاله، فحبسها الله علیهم فی الحال''

علم میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہمارے مشائخ میں سے ایک شیخ نے ہمیں بتایا کہ ان کی سواری بھاگ نکلی غالباً وہ خچر تھا، وہ اس حدیث کو جانتے تھے اس لیے انہوں نے ''یا عباد اللہ! احبسوا'' یعنی اے اللہ کے بندو! میری سواری روک دو کہا تو سواری کو اللہ نے روک دیا۔

پھر امام نووی رضی اللہ عنہ نے اپنا ذاتی تجربہ بیان فرمایا کہ

''وکنت أنا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهیمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی هذا الکلام''

میں بھی مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ ایک سواری بھاگ گئی اور لوگ اس کو پکڑنے سے عاجز رہ گئے تو میں نے کہا ''یا عباد اللہ! احبسوا'' اے اللہ کے بندو! (میری سواری) روک دو تو اسی وقت وہ سواری ٹھہر گئی سواری ٹھہرنے کے لیے سوائے اس کلمہ کے کوئی اور سبب نہیں تھا۔

(کتاب الاذکار: ۲۰۱)

امام نووی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور فقہی کتاب ''المجموع'' میں بھی اس بیان کو نقل فرمایا ہے، رقمطراز ہیں۔

وإذا انفلتت دابته نادی یا عباد اللہ احبسوا مرتین أو ثلاثا فقد جاء فیها آثار أوضحتها فی کتاب الاذکار وجربت انا هذا الثانی فی دابة انفلتت منا وکنا جماعة عجزوا عنها فذکرت أنا هذا فقلت یا عباد اللہ احبسوا فوقفت بمجرد ذلک وحکی لی شیخنا أبو محمد بن أبی الیسر رحمه اللہ انه جربه فقال فی بغلة انفلتت فوقفت فی الحال۔

اگر سواری بھاگ جائے تو دو یا تین مرتبہ ''یا عباد اللہ احبسوا'' پکارے۔ اس بارے میں

آثار وارد ہوئے ہیں اور اسے میں نے کتاب الاذکار میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔اور اس حدیث پر عمل کے تعلق سے میرا تجربہ رہا ہے کہ ایک سواری بھاگ گئی، ہم کئی لوگ تھے میرے سب ساتھی اس کو پکڑنے سے عاجز رہ گئے، اس وقت مجھے یہ حدیث یاد آئی تو میں نے پکارا ''یاعباد اللہ احبسوا''صرف اتنا کہنے سے سواری رک گئی۔ مجھ سے میرے شیخ ابو محمد بن یسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انھوں نے اپنے سرکش خچر پر اس کا تجربہ فرمایا، تو خچر ٹھہر گیا۔

(شرح المهذب: ۸/۳۳۸)

گویا تحفۃ الباری کے مصنف جس کام کو شرک کہہ رہے ہیں حدیث شریف میں اسی کام کے کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے اور امام نووی اور آپ کے شیخ بھی اسی کام کو توحید سمجھتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف امام نووی رضی اللہ عنہ کو امام تسلیم کرنا اور دوسری طرف امام نووی کے بارے میں یہ تصور دینے کی ناپاک کوشش کرنا کہ امام نووی رضی اللہ عنہ نے بھی شرک کیا ہے۔

یاعباد اللہ احبسوا والی مذکورہ حدیث کو نقل کرتے ہوئے شارح بخاری ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''المطالب العالیۃ'' میں اور ابن سنی شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں سواری کے بھاگ جانے پر''یاعباد اللہ احبسوا'' کہنے کا درس دیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی اور ابن سنی ہی نہیں بلکہ علماے کرام کی ایک لمبی فہرست تیار کی جاسکتی ہے جنہوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے سواری کے سرکشی کرنے پر اللہ کے نیک بندوں کو پکارنے کا درس دیا ہے۔

اب ذرا یہاں یہ بھی دیکھتے چلیے کہ امام نووی رضی اللہ عنہ نے کس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبروں کی زیارت کا ادب اور سلیقہ سکھایا اور توسل واستعانت کی تعلیم دی، آپ رضی اللہ عنہ نے انبیا واولیا سے غیبی مدد کے حاصل ہونے کو یقینی بتانے کے لیے امام عتبی کا ایک مشہور واقعہ بھی نقل فرمایا، جس میں ایک اعرابی اپنے گناہوں کی معافی کے لیے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور معافی کا پروانہ لے کر لوٹتے ہیں۔

یہ واقعہ امام نووی رضی اللہ عنہ نے کتاب الاذکار: ۱۸۵ ،شرح المھذب: ۲۰۲/۸ اور کتاب الایضاح: ۴۹۱ میں نقل فرمایا۔(یہ واقعہ آگے آرہا ہے)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے راشدین کی قبروں کے آداب "شرح المھذب" کے حوالے سے ملاحظہ ہو۔

"ثم یرجع إلی موقفه الاول قبالة وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم ویتوسل به فی حق نفسه ویستشفع به إلی ربه سبحانه وتعالی"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی زیارت کرنے والا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے بعد موقف اول یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کی جانب متوجہ ہو کر کھڑا ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے معاملے میں وسیلہ بنائے اور اللہ کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا شفیع بننے کی التجا کرے۔

پھر فرمایا:

"ومن أحسن مایقول ماحکاہ الماوردی والقاضی أبو الطیب وسائر أصحابنا عن العتبی مستحسنین له"

وہ کیا ہی بہترین قول ہے جس کو امام ماوردی، قاضی ابوطیب اور ہمارے بہت سارے اصحاب نے امام عتبی رضی اللہ عنہ سے ان کے قول کی تعریف کرتے ہوئے حکایت کیا۔

امام عتبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کنت جالسا عند قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فجاء أعرابی فقال السلام علیک یارسول الله سمعت الله یقول: {وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا} وقد جئتک مستغفرا من ذنبی مستشفعا بک إلی ربی ثم أنشأ یقول.

یا خیر من دفنت بالقاع أعظمه

فطاب من طیبهن القاع والاكم

نفسی الفداء لقبر أنت ساكنه

فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثم انصرف فحملتنی عيناى فرأيت النبی صلی الله عليه وسلم فی النوم فقال يا عتبی! الحق الاعرابی فبشره بان الله تعالی قد غفر له۔

ترجمہ: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو میں نے سنا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

{وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا} اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے} لہٰذا میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہوئے اور آپ سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت طلب کرتے ہوئے حاضر آیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگے۔

یا خیر من دفنت بالقاع أعظمه

فطاب من طیبهن القاع والاكم

نفسی الفداء لقبر أنت ساكنه

فيه العفاف وفيه الجود والكرم

اے ان تمام لوگوں میں بہتر جن کے اجسام زمین میں مدفون ہوئے تو ان کی مہک سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں اسی قبر میں عفت بھی ہے اور جود و کرم بھی ہے۔

پھر وہ اعرابی واپس ہوئے اور میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں

دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عتبی! اعرابی سے ملو اور اسے بشارت دو کہ اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی''۔

(شرح المھذب ۸/۲۵۶)

خطیب صاحب! آخر اتنی واضح دلیلیں آپ کے ضمیر کو کیوں نہیں جھنجھوڑتیں، آپ کو کیوں ہوش میں نہیں لاتیں، کیوں آپ کو آپ کا خودساختہ عقیدہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتیں۔ کیا امامِ نووی ، امام ماوردی، قاضی ابوطیب کو بھی آپ مشرک ماننے کے لیے تیار ہیں؟ کیا آپ کا دل ان علما کو مشرک ٹھہرانے پر راضی رہے گا؟

وائے محرومی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

خطیب صاحب کی جس عبارت پر بحث ہو رہی ہے اس عبارت کو یاددہانی کے لیے ایک مرتبہ اور ملاحظہ فرمائیں۔

''مصیبت وتنگی میں کسی سے مدد مانگنا، اور یہ سمجھنا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ اور اس کو کائنات میں متصرف سمجھنا یہ ساری وہ چیزیں ہیں جن سے شرک لازم آتا ہے اور انسان ان سے مشرک ہوجاتا ہے''

(تحفۃ الباری، ج:۱،ص:۸۰)

ذرا اور آگے بڑھتے ہیں۔

علما کی قبروں کی زیارت کرنے والوں کو غیبی مدد حاصل ہوتی ہے:

مسلک شافعی کی فقہی کتابوں میں ہے کہ اقربا کی قبروں کی زیارت عورتوں کے لیے سنت نہیں لیکن اکثر فقہا نے علما کی قبروں کی زیارت کو سنت قرار دیا ہے۔ امام ابن حجر ہیتمی شافعی علیہ الرحمۃ نے عورتوں کے لیے علما کی قبروں کی زیارت سنت ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ویفرق بین نحو العلماء والأقارب بأن القصد إظهار تعظیم نحو العلماء بإحیاء

مشاھدھم وأیضا فزوارھم یعود علیھم منھم مدد أخروی لا ینکرہ إلا المحرومون۔

علما اور اقربا کے درمیان یہ فرق بیان کر سکتے ہیں کہ علما کی قبروں کی زیارت کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کی قبروں پر چہل پہل رکھ کر ان کی تعظیم کا اظہار کیا جائے۔ نیز علما کی قبروں کی زیارت کرنے والوں کو ان کی طرف سے غیبی مدد بھی حاصل ہوتی ہے۔ ان باتوں کا انکار بد نصیب لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں کرتا۔

(تحفۃ المحتاج: ۳/۲۰۱)

دل تھامیے! اور آگے بڑھیے! امام ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید، فقہ شافعی کی شہرۂ آفاق کتاب ''فتح المعین'' کے مصنف امام زین الدین مخدوم ثانی شافعی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور تصنیف ''المولد المنقوص'' کے ایک مشہور قصیدے میں آقائے دو جہاں نبیٔ کون ومکاں ﷺ کی بارگاہ میں مدد کے خواستگار ہو کر عرض کرتے ہیں:

ارتکبت علی الخطا غیر حصر وعدد
لک اشکو فیہ یاسیدی خیر النبی

یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بے شمار گناہ کیے ہیں اور میں آپ ﷺ سے اس معاملہ میں عرض حال کرتا ہوں۔

روئے زمین پر استغاثہ وتوسل کا انکار کرنے والا پہلا شخص:

سب سے پہلے استغاثہ کا انکار کرنے والا شخص کون تھا؟ اور علمائے حق نے اس کے بارے میں کیا کہا؟ اس کے تعلق سے ہم آپ کے سامنے کچھ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ابن تیمیہ کے تعلق سے امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ولم ینکر احد ذلک من اھل الأدیان ولا سمع بہ فی زمن من الأزمان حتی جاء ابن تیمیۃ فتکلم بکلام یلبس فیہ علی الضعفاء الأعمار وابتدع مالم یسبق الیہ فی سائر الأعصار۔

مسلمانوں میں سے کسی نے توسل واستغاثہ کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی کسی زمانے میں اس کے

انکار کے متعلق سنا گیا حتی کہ ابن تیمیہ کا زمانہ آیا اور اس نے توسل و استغاثہ کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کیں کہ جس سے کمزور عقیدے والے کشمکش میں پڑ گئے، ابن تیمیہ نے ایسی بدعت کی بنیاد ڈالی کہ اس سے پہلے کسی نے نہیں ڈالی تھی۔

(شفاء السقام للامام السبکی: ۲۹۳)

اور خاتمۃ المحققین علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

من خرافات ابن تیمیة التي لم یقلها عالم قبله و صار بها بین اهل الاسلام مثلة، انه انکر الاستغاثة و التوسل به صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لیس ذلک کما افتی، بل التوسل به صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن فی کل حال، قبل خلقه و بعد خلقه، فی الدنیا و الاخرة۔

ابن تیمیہ کی وہ خرافاتی باتیں جنہیں ابن تیمیہ سے پہلے کسی عالم نے نہیں کہا اور جن باتوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان ابن تیمیہ کا مثلہ ہو گیا، وہ یہ ہیں کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے اور آپ کا وسیلہ لینے کا انکار کیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے اور آپ کو وسیلہ بنانے کے تعلق سے ابن تیمیہ نے جو فتوی دیا ہے وہ غلط ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنانا ہر حال میں سنت ہے چاہے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے وسیلہ بنائے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے بعد، خواہ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنائے یا آخرت میں یہ سب باتیں سنت ہیں۔

(الجوهر المنظم: ۱۷۴)

اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و منهم من ینتسبه الی الزندقة لقوله ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یستغاث به (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگنے کو ناجائز قرار دینے کی وجہ سے ابن تیمیہ کو بعض علما نے بے دینوں میں شامل کیا ہے۔

(الدرر الکامنة فی اعیان المائة الثامنة للامام ابن حجر العسقلانی: ۱/۱۵۵)

اب ان ساری باتوں کے باوجود اگر کوئی شخص ایسے امر مستحسن کی مخالفت کرے جو امت

مسلمہ میں بغیر کسی اختلاف کے رائج ہو اور جس کام کی مخالفت کرنے والوں کا اکابرین علمائے امت نے رد کیا ہو اور اسے گمراہ کہا ہو تو ایسا شخص خود اپنی خبر لے۔

عقیدۂ قرآنی اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا:

انبیا و اولیا ہماری مدد کرتے ہیں یہ عقیدہ قرآنی آیت سے بھی واضح ہے۔ اللہ جل مجدہ نے فرمایا۔

"إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُونَ" (سورۃ المائدۃ، آیت:۵۵)

ترجمہ: تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسر شہیر امام رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس آیت میں جو لفظ ولی ہے اس کا معنیٰ "مددگار" ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"وکل من أنصف وترک التعصب وتأمل فی مقدمۃ الآیۃ وفی مؤخرھا قطع بأن الولی فی قولہ إنما ولیکم اللہ لیس إلا بمعنی الناصر والمحب"

جو بھی انصاف سے کام لے گا اور تعصب کی عینک کو اتار کر آیت کریمہ کے سیاق و سباق میں غور کرے گا تو اسے یہ یقین حاصل ہو جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول "إنما ولیکم اللہ" میں جو لفظ ولی ہے، وہ ناصر و محب ہی کے معنی میں ہے۔

(تفسیر الرازی: ۱۲/۳۸۴)

یعنی اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ

تمہارا مددگار اللہ، اس کے رسول اور وہ مؤمنین ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اورفرمایا:

"وَمَنۡ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ"

(سورۃ المائدۃ، آیت:۵۶)

اور جو اللہ اس کے رسول اور مؤمنین کو مددگار بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

خطیب صاحب! اب بھی اولیاء اللہ سے مدد مانگنے میں کوئی اعتراض ہے؟

جن شافعی علما کا ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ان کے اور مزید کچھ اور شافعی علما کے نام ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو خطیب صاحب کے بقول مشرک ٹھہرتے ہیں۔

۱) شافعی مسلک کے خاتمۃ المحققین علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۲) شافعی مسلک کے معتبر عالم دین علامہ رملی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۳) شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۴) مشہور عالم دین علامہ یوسف نبہانی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۵) فقیہ شافعی مشہور عالم دین ابراہیم باجوری شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۶) امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۷) شیخ الاسلام والمسلمین امام تقی الدین سبکی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۸) امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۹) محرر مذہب، ثانی شافعی امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۱۰) امام ابن سنی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۱۱) امام ابوطیب شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۱۲) امام ماوردی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۱۳) شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۱۴)امام محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۵)امام فخر الدین رازی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۶)محدث امام نسائی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۷)محدث امام ترمذی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۸)محدث امام مسلم شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۹)صاحب مغنی المحتاج شیخ خطیب شربینی علیہ الرحمۃ والرضوان

۲۰)مشہور مفسر علامہ صاوی کے استاذ محترم

علامہ سلیمان جمل شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۲۱)امام سلیمان بجیرمی شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان

۲۲)تلمیذ ابن حجر مکی شافعی، شیخ الہند مصنف فتح المعین

امام زین الدین مخدوم ملیباری علیہ الرحمۃ والرضوان۔

لمحۂ فکریہ:

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خطیب صاحب کی ایک عبارت کتنی خرابیوں کی جڑ ہے اور اس ایک عبارت سے کتنے اکابر علماے اسلام کو دائرۂ اسلام سے خارج ماننا لازم آتا ہے حالانکہ انہیں اکابر علما کے ذریعے دین ہم تک پہونچا ہے۔

اب ہم کوکن میں بسنے والے شافعی کوکنی حضرات سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تبلیغی، دیوبندی اور وہابی، ہم مسلمانوں کے صحیح عقائد کو برباد کرنا چاہتے ہیں، شافعیت کا لیبل استعمال کر کے ابن عبدالوہاب نجدی کی نجدیت کو فروغ دینا چاہتے ہیں، شافعی عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ شافعی علما کے عقائد کیا ہیں اور شافعی حضرات کے سامنے کس طرح غلط عقائد پیش کیے جارہے ہیں۔ لہٰذا کوکنی شافعی حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ ان دھوکے بازوں

سے ہوشیار رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

ہم نے تو بالکل انصاف کے ساتھ علمائے شافعیہ کی ساری عبارتیں آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ اب حق کو ماننا اور نہ ماننا یہ آپ کا کام ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ختم شد

اتوار ۲۱ / دسمبر ۲۰۱۴ء

۲۶ / صفر المظفر ۱۴۳۶

١	الادب المفرد للامام ابي عبدالله محمد بن اسماعيل البخارى الشافعى، المتوفى سنہ ٢٥٦ھ
٢	الانوار المحمدية من المواهب اللدنية للشيخ يوسف بن اسماعيل النبهانى الشافعى المتوفى: سنہ ١٣٥٠ھ
٣	الجوهر المنظم فى زيارة القبر الشريف النبوى المكرم للامام احمد بن محمد بن علي الهيتمي المكى الشافعى المتوفى سنہ ٩٧٤ھ
٤	الدرر الكامنة فى اعيان المائة الثامنة للامام قاضى القضاة أبى الفضل شهاب الدين أحمد ابن حجر العسقلانى الشافعى المتوفى سنہ ٨٥٢ھ
٥	الرحمة فى الطب والحكمة للامام جلال الدين السيوطى الشافعى المتوفى سنہ ٩١١ھ
٦	القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفع للامام محمد بن عبدالرحمن السخاوى الشافعى المتوفى سنہ ٩٠٢ھ
٧	المطالب العالية للامام قاضى القضاة أبى الفضل شهاب الدين أحمد ابن حجر العسقلانى الشافعى المتوفى سنہ ٨٥٢ھ

۸	المواهب اللدنية بالمنح المحمدية للعلامة احمدبن محمد القسطلانی الشافعی المتوفی ۹۲۳ھ
۹	المولد المنقوص للشيخ العالم العلامة شيخ الهند زين الدين احمد بن محمد الغزالی الشافعی المتوفی ۹۸۷ھ
۱۰	بغية المسترشدين للسيد مفتی الديار الحضرمية عبدالرحمن بن محمد ابن حسين بن عمر المشهور باعلوی الشافعی۔
۱۱	تحفة المحتاج فی شرح المنهاج للامام احمدبن محمد بن علي الهيتمي المكی الشافعی المتوفی ۹۷۴ھ
۱۲	تفسير الرازی للامام محمد الرازی فخر الدين الشافعی المتوفی: ۶۰۴ھ
۱۳	حاشية الباجوری للعلامة ابراهيم بن محمد الباجورین الشافعی المتوفی ۱۲۷۷ھ
۱۴	شفاء السقام فی زيارة خير الانام للامام تقی الدين السبكی الشافعی المتوفی ۷۵۶ھ
۱۵	شرح المهذب (المجموع) للامام أبي زكريا محيی الدين يحيی بن شرف النووی الشافعی المتوفی: ۶۷۶ھ
۱۶	عمل اليوم والليلة للحافظ ابی بكر أحمدبن محمد بن اسحاق الدينوری الشافعی المعروف بابن السنی المتوفی ۳۶۴ھ
۱۷	فتاوی الامام الرملی للامام شمس الدين الرملی الشافعی المتوفی ۱۰۰۴ھ
۱۸	كتاب الاذكار للامام أبي زكريا محيی الدين يحيی بن شرف النووی الشافعی المتوفی: ۶۷۶ھ

دارالافتا اہل سنت کوکن
مفتی کوکن، ماہر فقہ شافعی حضرت علامہ مفتی رفیق سعدی شافعی صاحب جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں
اس جگہ شافعی مسلک کے مطابق افتا کے فرائض انجام دیا کرتے ہیں۔ آپ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، وراثت
نکاح، طلاق، بیع وشرا اور دیگر ضروریات زندگی کے مسائل حل فرماتے ہیں۔
لہٰذا خاص طور سے شافعی حضرات سے گزارش ہے کہ شافعی مسلک کے مطابق اپنے مسائل کو حل
کرنے کے لیے مفتی صاحب سے رجوع فرمائیں فی الحال مفتی صاحب کلمب میں یہ خدمت انجام دے رہے
ہیں۔
دارالافتا کا مکمل پتہ: مقام: کلمب (نیرل)، تعلقہ: کرجت، مہاراشٹر۔
ناشر: مظہر السنہ پبلی کیشن